﴿إن بطش ربک لشدید﴾

دشمن کی یلغار یا ... اللہ کی پکڑ؟

شامتِ اعمالِ ما بصورتِ "بُش" گرفت!

جب سے اتحادی افواج نے بغداد کو تاخت و تاراج کیا ہے اور اس سے قبل افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجائی ہے اور اب وہ شام پر چڑھ دوڑنے کیلئے حیلے بہانے ڈھونڈ رہا ہے اور پھر اس کے بعد ایران، پاکستان، سعودی عرب وغیرہ کی باری آنے کی باتیں ہو رہی ہیں.... تو بدیہی طور پر ایک عام مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ مسلمان اس دور میں کیوں پٹ رہا ہے؟ دنیا کے جس خطے پر بھی نگاہ ڈالیں تو ہر طرف مسلمان ہی ظلم وستم کی چکی میں پستا نظر آ رہا ہے.... کشمیر میں پٹ رہا ہے تو مسلمان! فلسطین میں مار کھا رہا ہے تو مسلمان! ہندوستان میں ہندو اکثریت کے مظالم برداشت کر رہا ہے تو مسلمان! سری لنکا میں تامل باغیوں کا نشانہ ستم بن رہا ہے تو مسلمان! فلپائن میں جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور ہے تو مسلمان! انڈونیشیا میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی ظلم ہو رہا ہے تو مسلمان پر! الغرض.... جدھر بھی نظر اٹھائیں ہر طرف مسلمان ہی کی شامت کیوں آئی ہوئی ہے؟ آخر اس کا سبب کیا ہے؟؟

سیاسی لیڈروں نے کہا کہ اس کا سبب مسلمان حکمرانوں اور حکومتوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق کا نہ ہونا ہے! باہمی نفاق اور کدورتوں کی وجہ سے ہم ذلت و پستی کی گہرائیوں میں جا پہنچے ہیں.... سائنسدانوں نے کہا کہ اس کی اصل وجہ جدید ٹیکنالوجی میں ہم مسلمانوں کا پیچھے رہ جانا ہے! اقتصادی اور معاشی ماہرین نے کہا کہ معاشیات اور اقتصادیات میں کمزوری اصل سبب ہے! مذہبی پیشواؤں نے کہا کہ مسلمانوں میں بے حیائی، فحاشی اور عریانی پھیل جانے کی وجہ سے ہے! اور جہادی تنظیموں نے کہا کہ اصل سبب قوم کا جہاد کو ترک کر دینا ہے!!

الغرض! جتنے منہ اتنی باتیں.... کسی نے امریکہ مردہ باد ریلی نکالنے میں عافیت سمجھی! کسی نے

ملین مارچ جلوس کی قیادت کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی... کسی نے بش کو برا بھلا کہہ کر اپنے فرائض منصبی سے سبکدوشی اختیار کر لی... اور کسی نے دفاع امت کے نام پر کانفرنسیں کر کے قوم کو مطمئن کرنے کی ناکام کوششیں کیں.... مگر یہ سب کچھ اس دن ٹائیں ٹائیں فش ہو کر رہ گیا جب ان کے مزعومہ ''عالم اسلام کے ہیرو'' اور ''وقت کے صلاح الدین ایوبی'' صدام حسین نے اپنا ''کام'' مکمل کرنے کے بعد امریکہ اور روس کی ملی بھگت سے قوم کو اتحادی افواج کے رحم و کرم پر چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی... بعینہ اسی طرح جیسے افغانستان میں قوم و ملک کو تباہ و برباد کروانے کے بعد اسامہ بن لادن اور ملا عمر دونوں جان بچا کر دنیا کی نظروں سے ''غائب'' ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

عوام اور ان کے لیڈر اسی طرح اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے مگر .... کسی نے اس طرف غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ قرآن مجید ہم سے کیا تقاضا کر رہا ہے؟ وہ ہم سے قرآن میں غور و فکر کر کے اپنی ذلت و رسوائی کے اسباب تلاش کرنے کی ہمیں دعوت دے رہا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها﴾ ترجمہ: ''کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں۔'' ایک اور مقام پر ہے: ﴿ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر﴾ ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟'' ہم بحیثیت مسلمان جن کا ایمان و ایقان ہے کہ قرآن مجید آخری کتاب ہے اور اس میں قیامت تک آنے والے لوگوں کے مسائل حل کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے پوچھ لیں کہ ہماری اجتماعی ذلت و پستی کی اصل وجہ کیا ہے؟

آیئے! ہم کلام مجید فرقان حمید سے پوچھیں کہ اس دور میں ہماری ذلت و پستی اور تباہی و بربادی کی وجوہات کیا ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس ليذيقهم بعض الذي عملوا لعلهم يرجعون، قل سيروا في الأرض فانظروا كيف كان عاقبة الذين من قبل كان أكثرهم مشركين﴾ (الروم:۴۱۔۴۲) ترجمہ: ''خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں (شرک، کفر اور گناہ) کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھا دے، (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آ جائیں۔ زمین پر چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا۔ جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔''

تشریح: آیت کا مطلب یہ ہے کہ بر و بحر (عالم) میں جو فتنہ اور فساد بپا ہے اور آسمان کے نیچے جو ظلم

وستم ڈھائے جارہے ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہیں۔ جب سے لوگوں نے توحید (دین فطرت) کو چھوڑ کر شرک کی راہیں اختیار کی ہیں اس وقت سے یہ ظلم وفساد بھی بڑھ گیا ہے اور شرک جیسے قولی اور اعتقادی ہوتا ہے اسی طرح شرک عملی بھی ہے۔ جو فسق و فجور اور معاصی کا روپ دھار لیتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ شرک اعتقادی اور قولی تو جہنم میں خلود کا موجب ہوگا مگر شرک عملی (فسق ومعصیت) موجب خلود نہیں بنے گا۔ (ماخوذ احسن البیان) یعنی: پچھلی جن قوموں پر تباہی آئی اسی شرک کی بدولت آئی، جس سے باز رہنے کی آج تمہیں تلقین کی جارہی ہے۔

اور جب ہم نے قرآن مجید میں غوروفکر کیا اور آج کی ذلت ورسوائی کا جواب ہم نے تلاش کیا تو قرآن مجید نے واضح طور پر ہمیں بتلا دیا کہ یہ سب کچھ تمہارے اپنے نفس کے کرتوتوں کا کیا دھرا ہے! جب ہم نے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا تو اپنے آپ کو ہی مجرم پایا:

ے الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

فرمان باری تعالیٰ کی روشنی میں جب ہم نے اپنے اعمال کا جائزہ لیا تو محسوس ہوا کہ ہماری تباہی و بربادی کا سبب بھی وہی ہے جو پہلی قوموں کی ہلاکت وبربادی کا باعث بنا۔ ﴿كان أكثرهم مشركين﴾ ''ان میں سے اکثر لوگ مشرک تھے''

آج امت مسلمہ میں شرک کا مرض اس حد تک سرایت کر گیا ہے کہ شاید ہی کوئی فرد (الا ماشاء اللہ) اس سے بچا ہو! شرک خفی سے لے کر شرک جلی تک شاید ہی شرک کی کوئی قسم ایسی ہو جس سے کوئی مسلمان محفوظ ہو؟ میرا ناقص خیال ہے کہ جتنا شرک آج کی امت مسلمہ نے کیا ہے غالباً ماضی کی تاریخ اقوام عالم میں آج تک اتنا شرک کسی نے نہیں کیا! سیرت طیبہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم) کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر پیغمبر آخر الزمان ﷺ نے بیت اللہ سے 360 بتوں کو نکال کر کعبہ کو ان سے پاک کیا.... اس وقت کے مہا مشرکوں اور ان کے سرداروں کے (جن کی مذمت میں قرآن مجید بھرا پڑا ہے) ان کے تو 360 بت تھے مگر ...آج کے مسلمان مشرکوں کے معبودوں اور رب کے شریکوں کی تعداد کو تو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک ایک شہر میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں دربار عالیہ اور آستانے بنے ہوئے ہیں جہاں دن رات شرکیہ امور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق صرف پنجاب میں روزانہ اڑھائی ہزار ''عرس'' ہوتے ہیں (نوائے وقت سنڈے میگزین صفحہ ۳، ۲۷ اپریل)۔ اولیاء اللہ کی تعظیم اور احترام کے نام پر لا الہ الا اللہ کے معنی ومفہوم کی وہ دھجیاں اڑائی جاتی ہیں کہ الامان والحفیظ ... جو جو طریقے اللہ کی

عبادت کیلئے مقرر ہیں بعینہ انہی طریقوں کے مطابق ان مزاروں اور درباروں پر عبادت کی جاتی ہے۔

اور بعض معاملات میں تو آج کا مسلمان مشرکین مکہ سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فإذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين ...... ﴾ (العنکبوت: ۶۵) ترجمہ: ''پس جب وہ (مشرکین مکہ) کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو پھر وہ اللہ کیلئے کو خالص پکارتے ہیں۔''

مگر آج کا مسلمان کشتی بھنور میں پھنستے وقت بھی غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ ''بہاؤالحق .... بیڑا دھک'' ایک اور مشہور واقعہ دل تھام کر پڑھیئے .... حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ایک مرید خاص کی آگبوٹ (کشتی) جب بھنور میں پھنس گئی تو مرید کے ''تصورِ شیخ'' کرنے سے ہی حضرت پیر صاحب مرید کی مدد کرنے کیلئے دنیاوی اسباب کے بغیر کشتی کو ڈوبنے سے بچانے کیلئے پہنچ جاتے ہیں۔ کندھا دینے کی وجہ سے پیر صاحب کی کمر پر خراشیں آجاتی ہیں۔ (کراماتِ امدادیہ: ۳۶)

''حکیم الامت'' مولانا اشرف علی تھانوی کے بقول: ''ہر قریہ میں ایک قطب ہوتا ہے اور ایک غوث ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ قطب الاقطاب کو ہی غوث کہتے ہیں۔'' (تعلیم الدین: ۱۲۰)

جہلم میں ''پیر ہرے'' کے دربار پر سوکھی گودوں والی عورتوں کو دریا پر ننگا نہانے کے بعد ان کی گودوں کو ہرا اور سوکڑے کے مریض بچوں کو تندرست کیا جاتا ہے۔ 1965ء کی جنگ میں پل کو تباہ کرنے کی غرض سے پھینکے جانے والے بموں کو پیر سلیمان پارس اپنے سبز رنگ کے چولے میں ڈال کر ایک طرف پھینکتے ہیں۔ ضلع جہلم کی ہی ایک بڑی گدی کے پیر صاحب کے بارے میں ان کے کارناموں پر مشتمل کتاب میں باقاعدہ یہ حکایت لکھی گئی کہ ایک دفعہ ان کے مرید کے ایک فوت شدہ بچے کی روح کو چوتھے آسمان سے عزرائیل سے چھین کر اسے دوبارہ زندہ کیا گیا۔ العیاذ باللہ اسی طرح ملک بھر میں سخی لعل شہباز قلندر سے لے کر اڑھائی لاکھ ولیوں کی سرزمین ملتان تک .... اور پاکپتن میں قائم بہشتی دروازے سے لے کر حضرت علی ہجویری کے مزار داتا گنج بخش تک .... ایسے ہی گھوڑے شاہ، کھوتے شاہ، پیر ننگے شاہ، بلیوں والی سرکار، کانواں والی سرکار اور پتوکی میں ''کتوں والی سرکار'' تک جہاں سرکار کے ''پردہ'' کرنے کے باوجود اب تلک ان کے کتے سرکار کے نام پر مریدوں کے نیاز کئے ہوئے خالص دودھ سے بھرے ہوئے بڑے بڑے پیالے مزے سے پیتے ہیں .... یہ اس ملک کی حالت ہے جہاں عوام کی اکثریت غربت کی لکیر سے بھی نیچے بدتر حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ جنہیں پینے کیلئے صاف پانی اور پیٹ بھر کے ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہے۔ مگر .... فوت شدہ پیر صاحب کے کتوں کی فوج ظفر موج کو خالص دودھ

وافر مقدار میں صبح شام میسر ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

گھر پیر کا ہے بجلی کے قمقموں سے روشن آہ! بے چارے مرید کو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی!

یہ امرِ واقعہ ہے کہ آج کی امت مسلمہ نے رب کی توحید کا جتنا ٹھٹھہ، استہزاء اور مذاق اڑایا ہے۔ شاید ہی کسی قوم نے ایسا حشر توحید سے کیا ہو؟

زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود ہم نے اس کے سوا ہزاروں معبودان باطل بنا لئے۔ جنہیں ہم حاجت روا، مشکل کشا، غوث الاعظم، داتا گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک انتہا کردی ہے کہ بقول شخصے: ؎ اب اللہ کے پاس وحدت کے سوا رکھا ہی کیا ہے؟ ویسے بھی صوفیاء کے ہاں اللہ کی حکومت اور اس کی سلطنت ﴿لله ملك السموات والأرض﴾ اور ﴿لله مافي السموات والأرض وما بينهما﴾ کے متوازی حکومت قطب، قلندر، ابدال وغیرہ کے نام پر قائم کردی گئی ہے۔ جس میں بقول ان کے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام حقوق واختیارات ولیوں اور پیروں کو تقسیم کر دیئے ہیں۔

اور صوفیاء کے ''شیخ اکبر'' محی الدین ابن العربی کے عقیدہ ''وحدت الوجود'' کے مطابق تو دین اسلام کا اللہ ہی حافظ ہے! فیصل آباد جڑانوالہ روڈ پر قائم ایک مزار صاحب طریقت امام جلوی کے نام پر ہے۔ ان کی ایک کتاب ''رمز الوحدت'' میں درج ذیل اشعار مرقوم ہیں۔ جنہیں لکھتے ہوئے بھی دل کانپتا ہے۔ مگر..... نقل کفر، کفر نہ باشد: ؎

اللہ عین محمدؐ مان اسموں ہرگز شک نہ جان
خاص عقیدہ اہلِ وصول آپ ہی اللہ آپ رسولؐ
میم کا برقعہ منہ پہ ڈھو آیا نبی محمدؐ ہو!! (العیاذ باللہ)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۱ پر ہے: ؎

کیا آدمؑ کیا ابلیس کیا سلیمانؑ کیا بلقیس
کیا مسلم ہے کیا زندیق کیا کافر ہے کیا صدیقؓ (العیاذ باللہ)

اور آخر میں تو دنیا و آخرت اور جنت و جہنم کا مقصد ہی ختم کر دیا، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری: ؎

وحدت اندر خاص مقام امر نہی کا کیا ہے کام
نہ کوئی جان حساب کتاب نہ کوئی اور عذاب ثواب (العیاذ باللہ)

مذکورہ بالا فاسد اور بدعقیدہ کے بارے میں معروف صاحب طریقت بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر

کی لکھتے ہیں: ''مسئلہ وحدت الوجود حق وصحیح ہے، اول جس شخص نے اس مسئلہ میں خوض فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔'' (شمائم امدادیہ:۳۲)

اور کلمہ کے دوسرے جزو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ امت مسلمہ نے جو سلوک کیا ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ....آنحضرت ﷺ کے فرامین اور ارشادات کے مقابلہ میں اپنے اپنے امام، فقیہ اور علماء اور مشائخ کی بات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے آسمانوں سے ایک دین بھیجا تھا: ﴿إن الدين عندالله الإسلام ... ﴾ (آل عمران:۱۹) ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد آپس میں حسد اور سرکشی کی بناء پر ہی اختلاف کیا ہے۔''

اللہ کے اس ایک دین کے مقابلے میں ہم نے کئی مذہب اور مسلک بنا لئے ہیں۔ جبکہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿ ومن يبتغ غير الإسلام ديناً فلن يقبل منه ﴾ یعنی: ''کسی سے اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔'' اللہ کے اس واضح فرمان کو پسِ پشت پھینکتے ہوئے ہم نے شروع میں اسلام کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا پھر ان کو چار میں اور پھر بارہ......اور نامعلوم اب تک کتنے فرقوں میں ہم اسلام کے ٹکڑے کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت فرمائے۔ آمین۔ اس موضوع پر پھر کبھی تفصیلی گفتگو ہوگی۔ ان شاء اللہ

اب صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے ساتھ ہم مسلمانوں نے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت پہ کمر کسی ہوئی ہے۔ جس کے نتیجے میں اب اللہ کی پکڑ آ چکی ہے۔ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم ﴾ (النور:۶۳) ترجمہ: ''سنو! جو لوگ حکمِ رسولؐ نہیں مانتے اور اس کی مخالفت کرتے ہیں انہیں (ہر دم) ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ آ پہنچے۔''

تشریح: ''آیت میں لفظ ''فتنة'' کو غیر مقید رکھا گیا ہے۔ مفسرین میں سے بعض نے اس سے مراد قتل، بعض نے زلزلہ اور بعض نے ظالم حکمرانوں کا تسلط لیا ہے۔'' (ماخوذ از اشرف الحواشی) ''اس لفظ ''فتنة'' یعنی آفت سے مراد دلوں کی وہ کجی ہے جو انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔ یہ نبیؐ کے احکام سے سرتابی اور ان کی مخالفت کرنے کا نتیجہ ہے اور ایمان سے محرومی اور کفر پر خاتمہ اور جہنم کے دائمی عذاب کا باعث ہے۔'' (ماخوذ از أحسن البیان)

مذکورہ بالا آیات قرآنی کی روشنی میں ہمیں اندازہ کر لینا چاہئے کہ امت مسلمہ کی موجودہ پستی کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی ذات، اسماء، اور صفات میں غیر اللہ کو شریک کرنا ہے۔ ہم بحیثیت امت مجموعی طور پر شرک کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق ہو چکے ہیں۔ ایسے ہی ''شرک فی الرسالت'' کے جرم کے بھی ہم کھلم کھلا مرتکب ہیں۔ جب تلک ہم شرک کی ان تمام اقسام سے اجتماعی طور پر اللہ کے حضور معافی اور توبہ واستغفار کے طلب گار نہیں ہوتے اس وقت تک ذلت و پستی کی گہرائیوں سے نہیں نکل سکتے۔

آیئے! اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی اجتماعی معافی مانگیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے غفور رحیم ہیں۔ موت سے پہلے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اپنے گناہوں کی اجتماعی معافی مانگ کر اپنے اللہ کو راضی کر لیں۔ تاکہ وہ ہماری حالت بدل دے... بصورت دیگر اس سے بدتر حالات کا سامنا کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے!! اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماعی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وماعلینا الا البلاغ

مولانا ڈاکٹر رضاء اللہ مبارک پوری کا سانحہ ارتحال

معروف عالم دین، جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الحدیث، رابطہ عالم اسلامی مکہ المکرمہ کی فقہ اکیڈمی کے رکن اور بیسیوں عربی و اردو کتابوں کے مصنف فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارک پوری مورخہ 30 مارچ کو بمبئی میں انتقال کر گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ مرحوم کا تعلق ہندوستان کے معروف علمی خانوادے سے ہے۔ آپ کے دادا محترم، صاحبِ ''تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی'' علامہ عبدالرحمٰن المبارک پوری رحمہ اللہ ہیں۔ آپ کی نشو و نما عالم عرب کے جید علماء کے درمیان ہوئی۔ ۱۸ سال کی عمر میں اپنے نامور دادا کے نامور شاگرد علامہ ڈاکٹر تقی الدین الہلالی المراکشیؒ کی دعوت پر 1974 میں مراکش چلے گئے۔ پھر مدینہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور یہیں سے ڈاکٹریٹ کیا۔

مولانا مرحوم کی اچانک رحلت پر ہم جامعہ سلفیہ بنارس (ہند) کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ کے غم میں شریک ہیں اور ان کے لواحقین کے صبر جمیل کیلئے دعا گو ہیں۔ اللهم اغفر له وارحمه

مولانا قاضی عبدالرزاق کا انتقال پر ملال

جماعت کی معروف دانشگاہ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کے استاذ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ مرحوم کے والد مولانا قاضی عبدالرزاق طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ إنا